www.emarsiya.com

۷۸۶

تیسرا مرثیہ

در حالِ حضرت قاسم علیہ السّلام

بند ۹۲

مطلع

طے کی خدیوِ ملکِ سحر نے جو راہِ شب   سر کی رُخِ فلک سے ردائے سیاہِ شب
برہم ہوئی جماعتِ افواجِ ماہِ شب   آیا غنیم لُٹنے لگی بارگاہِ شب!
صدمہ اُدھر قمر نے سہا انقلاب کا
بیٹھا اِدھر جہاں میں عَلَم آفتاب کا

سلطانِ شرق نے جو کھولا حصارِ شب   فوجِ نجوم لے کے چلا تاجدارِ شب
ما گیا تمام سوادِ تتارِ شب   نکلا فلک پہ مہر لٹی سب بہارِ شب
کلیاں کھلیں نسیم کا ہر جا گذر ہوا
زہرا کا آفتاب چراغِ سحر ہوا

پھیلا سفیدۂ صبح کا عالم میں یک بیک   مانندِ قلبِ پاک مصفّا ہوا فلک
پائی زمیں نے مہر کے جلوے سے وہ چمک   ناظر کو جس پہ ہو جلیِ آئینے کا شک
ذرّے چمک کے نور کا گنجینہ بن گئے
کانٹے زمیں پہ جوہرِ آئینہ بن گئے

www.emarsiya.com

سطحِ زمیں کا حسن تھا یا قدرتِ الٰہ جس کی صفا پہ ٹوٹتی تھی دم بدم نگاہ
ہر سو وہ کنگروں میں ضیا تھی کہ واہ واہ ہوتا تھا ہر خزف پہ نگینے کا اشتباہ
کیا لطفِ آب و تاب تھا کیا رنگ ڈھنگ تھا
صحرا کے پتھروں میں بھی ہیرے کا رنگ تھا

پُرنور آسماں تھا منور تھے دشت و در تا بین تحت و فوق ٹھہرتی نہ تھی نظر
ذرّے ہوا میں جاتے تھے سوئے فلک اُدھر تارِ شعاعِ شمس تھے پستی پہ جلوہ گر
طرفہ سماں تھا قدرتِ حق کے ظہور سے
ہوتا تھا بڑھ کے نورِ جہانگیر نور سے

وہ دشت وہ بہار وہ جھونکے نسیم کے گویا تھے در کھلے ہوئے باغِ نعیم کے
جلوے عیاں تھے فیضِ علیم و حکیم کے ہر سو رواں تھے قافلے گل کی شمیم کے
بدلی ہوئی تھی وجد میں حالت جمود کی
جنگل سے آرہی تھیں صدائیں درود کی

میدانِ پُرفضا میں پہاڑوں کا وہ سماں پانی سوئے نشیب بلندی سے وہ رواں
سیلانِ آبِ صاف سے جلوہ تھا وہ عیاں جس کی جھلک پہ ہوتا تھا مقیش کا گماں
اوس دھوپ میں وہ حسن صفا ایک حال پر
سہرے بندھے ہوئے تھے جبینِ جبال پر

اِک سُو رواں وہ دھوپ میں دریائے آفتاب جس کی تڑپ سے معدنِ سیماب کو حجاب
پڑنا وہ چادروں کا وہ موجوں کا پیچ و تاب رہ رہ کے مچھلیوں کا اچھلنا باضطراب
جنبش سے عکسِ مہرِ درخشاں فرات میں
ہر بار شکلِ برق تھا جولاں فرات میں

www.emarsiya.com

آب لطیفِ تر میں صفائی جو تھی کمال ‏ بالائے چشم کو نظر آتا تھا تہ کا حال
تھا آشکار قلبِ صدف میں جو تھا خیال ‏ تارِ نظر نہنگ کے تھے آئینے کے بال
چشمہ تھا دُرِ عدن کا اس آب و تاب میں
ظاہر تھا نورِ دیدۂ ماہی حباب میں

گرمی کی وہ سحر وہ ترائی وہ سبزہ زار ‏ شبنم سے تر وہ خشک زمیں سرد وہ کچھار
وہ آہوؤں کا بھاگنا شیروں کی وہ ڈکار ‏ آبِ رواں درندوں کا پینا وہ بار بار
افسوس دام و دد کو بھی ساماں تھے چین کے
اور جاں بلب تھے پیاس سے بچے حسینؑ کے

دشت و جبال و دام و دد و ذرہ و حجر ‏ مصروف حق کی یاد میں تھے صورت بشر
ہر اک چمن میں شاخ ریاحین و برگ تر ‏ تھے محو اپنی اپنی پرستش میں ہمہ گر
باطن میں پاک و صاف تھے ظاہر میں رخت بھی
سجدے زمیں پہ کرتے تھے جھک کر درخت بھی

ہر رنگ میں کریم کا جلوہ وہ چار سو ‏ زیرِ فلک دعائیں، وہ سنبل کشادہ مو
سبزہ بچھائے اپنا مصلّٰی تھا قبلہ رو ‏ صف بستہ تھے نہال بھی شبنم سے باوضو
خالق سے بسکہ طالبِ حسنِ قبول تھے
ہر دم ریاضتوں میں عرق ریز پھول تھے

محوِ ثنائے خالقِ اکبر تھی ہر زباں ‏ غنچے بھی کھولتے تھے دہن، تھی زبر زباں
ہر برگِ گل تھا معرفتِ حق میں تر زباں ‏ بلبل کو داستانِ محبت تھی بر زباں
پیدا ہزار درد کا لہجے میں ڈھنگ تھا
نغموں میں شورِ نالۂ بلبل کا رنگ تھا

www.emarsiya.com

رنگ جہاں پہ اشک تھے طاؤس کے دل　　قائم جو سرو تھے تو امانت کا تھا گماں
لالے کے داغ سجدۂ خالق کے تھے نشاں　　تھی خشک فرطِ حمد سے ہر خار کی زباں
کھلنے میں ہر کلی کی چٹک آہِ سرد تھی
خوفِ خدا میں نرگسِ بیمار زرد تھی

ذی روح جو تھا اس کی زباں پر تھا حق کلام　　مصروفِ سرکشی تھے مگر ساکنانِ شام
طاعت سے کچھ غرض تھی نہ ذکرِ خدا سے کام　　باتیں تھیں کرّ و فر کی اور کفر کے کلام
اک شور تھا کہ اب دمِ تیغ آزمائی ہے
ہاں غازیو علیؑ کے پسر سے لڑائی ہے

ہر صف میں آکے شمر یہ کہتا تھا دمبدم　　شاباش سب دلیر رہیں مستعد بہم
ہر سو تبر اُٹھے رہیں تیغیں رہیں علم　　جانیں لڑا دو گو نہیں معرکہ یہ کم
لاشوں سے رن کو شل بنا پاٹنا ہے آج
احمدؐ کے لختِ دل کا گلا کاٹنا ہے آج

تعقیب میں تھے محو ادھر سرورِ غیور　　رخ سوئے قبلہ پیشِ نظر رحمتِ غفور
کس شوق سے اقارب و انصارِ ذی شعور　　اوراد پڑھ رہے تھے بصد فرحت و سرور
عقبیٰ کا دھیان، ذکرِ خدا پر تلے ہوئے
آیات لب پہ ہاتھوں پہ قرآں کھلے ہوئے

پہلے جو کر چکے تھے فرائض ادا جری　　سجدے میں جا کے کرتے تھے شکرِ خدا جری
سمجھے تھے غم کو غم نہ بلا کو بلا جری　　کرتے تھے ہاتھ اٹھا کے یہ حق سے دعا جری
یا رب امامِ وقت کے ہم جاں نثار ہیں
تیری مدد کے جنگ میں امیدوار ہیں

www.emarsiya.com

ہمت عطا وہ کر کہ نہ لاکھوں سے ہم ڈریں ۔۔۔ لڑ بھڑ کے تیری راہ میں با آبرو مریں
تا حشر نام نیک رہے کام وہ کریں ۔۔۔ تیغوں میں بھی محبت مولا کا دم بھریں
ہو وقتِ نزع دھیان شہِ مشرقین کا
دم نکلے نام لے کے امام حسینؑ کا

ساعت وہ آگئی کہ لڑائی ہوئی شروع ۔۔۔ حضرت کی دوستوں سے جدائی ہوئی شروع
اعدائے دیں کو چشم نمائی ہوئی شروع ۔۔۔ صفدر بڑھے صفوں کی صفائی ہوئی شروع
باگیں اٹھا اٹھا کے کمیت و سرنگ کی
ایک ایک سرفروش نے لاکھوں سے جنگ کی

جدم جہاد میں رفقا نام کر گئے ۔۔۔ رن میں عزیز سرورِ جن و بشر گئے
مسلم کے نونہال جہاں سے گذر گئے ۔۔۔ بنتِ ابوتراب کے فرزند مر گئے
غل تھا کمائی بیکسِ مضطر کی لٹ گئی
پیار دل سے اپنے خواہر شبیرؑ چھٹ گئی

روتے تھے بھانجوں کے لیے شاہ مشرقین ۔۔۔ غش تھا کہ قتل ہو گئے زینبؑ کے نورِ عین
خیمے میں اہلبیت کے برپا تھا شور و شین ۔۔۔ نالے کہیں کہیں تھی فغاں اور کہیں تھے بین
سر پیٹتی تھی کوئی کسی لب پہ آہ تھی
لیکن خموش دخترِ شیرِ الٰہ تھی

کیا صابرہ تھی خواہرِ سبطِ رسولؐ رب ۔۔۔ پیٹا نہ سر نہ روئی نہ تڑپی بصد تعب
پرسے کو آئیں روتی ہوئی بیبیاں جو سب ۔۔۔ سب سے کہا کہ شیون و ماتم ہے بے سبب
بیٹے فدا ہوں شہ پہ یہ تھی آرزو مری
پیارے ہوئے وہ قتل بڑھی آبرو مری

www.emarsiya.com

کام آتے گر نہ آج کے دن وہ نکو خصال
اماں کے مونھ سے ہوتی خجالت مجھے کمال
بیٹے اگر نہیں تو تم جواں کچھ نہیں ملال
میں جانتی ہوں قاسمؑ و اکبرؑ ہیں میرے لال
غمگین ہوں کیوں جہاں میں وہ مہر و ماہ گر نہیں
دونوں بھتیجے کیا مرے نور نظر نہیں

اکبرؑ کہاں ہیں کہدے کوئی پاس میرے آئیں
تسکین ہو دلکو چاند سی صورت مجھے دکھائیں
بھابھی کدھر ہیں قاسمؑ نوشاہ کربلائیں
اُن دونوں مرنیوالوں کے مرنیکا غم نہ کھائیں
زاری کا یہ مقام نہیں غم کی جا نہیں
شادی کا گھر ہے شیون و ماتم روا نہیں

یہ ذکر تھا کہ قاسمؑ نوشاہ گھر میں آئے
باندھے کمر کسے ہوئے تیغ دو دم لگائے
ماں سے کہا کہ رن کی رضا ہم چچا سے لائے
جرأت میں فرق آئے نہ دینگے جو سر بھی جائے
رخصت ملی یہ خوشخبری دینے آئے ہیں
اذنِ جہاد آپ سے اب لینے آئے ہیں

ماں نے کہا تمہارے ارادے کے میں فدا
واری یہی ہے شیوۂ مردان با وفا
تجکو بھی اس کا دھیان ہے کہتے ہو تم بجا
معنی یہی ہیں جرأت و ہمت کے مہ لقا
ہنگام امتحاں، مرے جاں یہ نہیں چاہیے
مردوں کو فکر نام و نشاں یہ نہیں چاہیے

ماں ہو کے میں یہ کہتی ہوں اچھا سفر کرو
فردوس میں زیارت جد و پدر کرو
فکر رضائے حضرت خیر البشر کرو
سر دے کے راہِ جرأت و ہمت کو سر کرو
خواہانِ نام نیک بصد آرزو ہوں میں
پوتے ہو جس ولی کے تم اوسکی بہو ہوں میں

www.emarsiya.com

رو گئے یہ سن کے سب حرم شاہِ نامدار رخصت ہوا ہر ایک سے شبیرؑ کا یادگار
افراطِ غم سے زینبؑ غمگین و سوگوار روئیں گلے لگا کے بھتیجے کو، زار زار
بیٹے کی فکر دل کو جو پیہم دکھاتی تھی
بانو بلائیں لیتی تھی اور روتی جاتی تھی

اک شور تھا کہ قاسمؑ نوشاہ الوداع اے نورِ چشمِ ابنِ یداللہ الوداع
اے یادگارِ شبیرؑ ذی جاہ الوداع اے سبطِ مصطفٰیؐ کے ہوا خواہ الوداع
پھر چاند سی یہ شکل دکھانا نصیب ہو
پھر گھر میں خیر سے ہمیں آنا نصیب ہو

آخر وداع ہو کے حرم سے بصد ملال روتا ہوا چلا حسنِؑ مجتبیٰ کا لال
باہر جو آئے خیمے سے دیکھا یہ شہ کا حال آنکھوں میں اشک اور یہ لبِ خشک پر مقال
آفت جدائی قاسمؑ گل پیرہن کی ہے
یہ لال میرے پاس نشانی حسنؑ کی ہے

بڑھ کے جھکے قدم کی طرف قاسمؑ جواں روئے گلے لگا کے شہنشاہ انس و جاں
فرمایا جاؤ خالقِ اکبر نگاہباں تم کیا چلے کہ جان ہماری ہوئی رواں
پہلے ہمیں سفر سوئے باغِ جناں کرو
جا کے پدر سے حالِ چچا کا بیاں کرو

سن کر کلام حضرتِ سلطانِ ذوالفقار بیتاب ہو گیا دل عباسؑ نامدار
رونے لگے شبیہ پیمبرؐ بھی زار زار قاسمؑ جھکے سلام کو با چشم اشکبار
تسلیم کر کے سرورِ عالی وقار کو
دی زیب و زینِ زین جواہر نگار کو

www.emarsiya.com

لی باگ جب تگاور صرصر شتاب کی — شان آگئی نظر خلفِ بوترابؑ کی
بچپن کے تیوروں میں جھلک تھی شباب کی — تھی آن بان سبطِ رسالتؐ مآب کی
فیضِ قدم سے اوج دکھانے لگی زمیں
پہلو کو آسماں کے دبانے لگی زمیں

گھوڑا اڑا کے قاسمؑ گل پیرہن چلے — گویا جہاد کو شہ خیبر شکن چلے
پڑھتے ہوئے رجز جو بصورت حسنؑ چلے — مبہوت ہو گئے جو سپاہی تھے منچلے
سب سرکشانِ لشکرِ شر کانپنے لگے
نامی دلاوروں کے جگر کانپنے لگے

وہ صولت وہ ہیبت جگر بند مجتبیٰؑ — بچپن کی شان میں وہ جوانی کا دبدبا
تھی عطر بار گل سے بدن میں زبس قبا — کلیوں میں بس کے پھولوں کی چادر تھی خود صبا
ہر دم مہک سے رختِ لطافت سرشت کی
جنگل میں آرہی تھیں ہوائیں بہشت کی

پہونچا جو اس شکوہ سے نوشاہ دشت میں — سنبھلا فرس پہ شبل یداللہ دشت میں
پڑھنے لگا رجز وہ حق آگاہ دشت میں — گرنجا جو ضیغم اسد اللہ دشت میں
آواز کوس و بوق عدو را بند ہو گئی
ھل من مبارز کی صدا بند ہو گئی

نعرہ یہ تھا کہ راحتِ جانِ حسنؑ ہوں میں — نورِ نگاہِ سبطِ رسولِ زمن ہوں میں
قبضے میں جس کے فتح ہو وہ تیغ زن ہوں میں — دلبند نائبِ شہِ خیبر شکن ہوں میں
کرار ہوں قوی ہوں جری ہوں دلیر ہوں
ہمت اسد کے شیر کے بیٹے کا شیر ہوں

www.emarsiya.com

لی باگ جب لگا در صر شتاب کی
شان آگئی نظر خلفِ بوترابؑ کی
بچپن کے تیوروں میں جھلک تھی شباب کی
تھی آن بان سبطِ رسالت مآب کی
فیضِ قدم سے اوج دکھانے لگی زمیں
پہلو کو آسماں کے دبانے لگی زمیں

گھوڑا اڑا کے قاسمؑ گل پیرہن چلے
گویا جہاد کو شہِ خیبر شکن چلے
پڑھتے ہوئے رجز جو بصورت حسنؑ چلے
مبہوت ہو گئے جو سپاہی تھے منچلے
سب سرکشان لشکرِ شر کانپنے لگے
نامی دلاوروں کے جگر کانپنے لگے

وہ صولت و ہیبت جگر بند مجتبےٰ
بچپن کی شان میں وہ جوانی کا دبدبا
تھی عطر بار گل سے بدن میں زبس قبا
کلیوں میں بس کے پھولوں کی چادر تھی خود صبا
ہر دم مہک سے رشکِ لطافت سرشت کی
جنگل میں آرہی تھیں ہوائیں بہشت کی

پہونچا جو اس شکوہ سے نوشاہ دشت میں
بیٹھا فرس پہ شبلِ یداللہ دشت میں
پڑھنے لگا رجز وہ حق آگاہ دشت میں
گونجا جو ضیغمِ اسد اللہ دشت میں
آوازِ کوس و بوق و درا بند ہو گئی
غل میں مبارز کی صدا بند ہو گئی

نعرہ یہ تھا کہ راحتِ جانِ حسنؑ ہوں میں
نورِ نگاہِ سبطِ رسولِ زمن ہوں میں
قبضے میں جس کے فتح ہو وہ تیغ زن ہوں میں
دلبند نائبِ شہِ خیبر شکن ہوں میں
کرار ہوں قوی ہوں جری ہوں دلیر ہوں
ہمت اسد کے شیر کے بیٹے کا شیر ہوں

www.emarsiya.com

سن سن کے یہ طلاقتِ جانِ ابوترابؑ
جل بھن کے ناریوں کے جگر ہو گئے کباب
یوں شمر سے کیا پسرِ سعد نے خطاب
ہاں حکم دے کہ فوج بڑھے جنگ کو شتاب
باتیں یہ پُر اثر ہیں کسی دل میں گڑ نہ جائیں
حر کی طرح اب اور سپاہی بگڑ نہ جائیں

حکمِ امیرِ فوج سے آگے بڑھے نقیب
کڑکا ہوا کہ ہاں دم پیکار ہے قریب
نامی وہی ہے فتح جسے آج ہو نصیب
لاکھوں ہو تم اور ایک ہے یہ بیکس و غریب
باتوں پہ اس کی دل نہ کسی کا رجوع ہو
حکمِ امیر ہے کہ لڑائی شروع ہو

نکلے سپاہیان سلحشور خانہ جنگ
آگے بڑھے یلانِ رے و شام و ترک و زنگ
ڈھالیں اٹھیں علم ہوئے آیات تیرہ رنگ
ترکش کھلے، کمانیں کھنچیں، چلگئے خدنگ
شوریدہ بگیر اٹھا فوجِ شام سے
شمشیر ادھر بھی شیر نے کھینچی نیام سے

مثلِ ہلال تیغ کی تھی جا بجا چمک
کیا آب کیا صفائی تھی کیا روپ کیا چمک
گرمی غضب شرارے قیامت بلا چمک
جس کی چمک سے زخمِ عدو میں جدا چمک
آگے ہوا کے شمعِ سحر ہو تو کیا بچے
زخمی کو چاندنی کا اثر ہو تو کیا بچے

کہتے تھے ابنِ سعد سے جا جا کے لشکری
جمعیتِ سپاہ میں بالکل ہے ابتری
اس نوجواں کی جنگ ہے یا ضربِ حیدری
لڑتا ہوا اسی طرف آتا ہے وہ جری
تلوار ہاتھ میں ہے سپرِ دوشِ پاک پر
تو دے لگا دیے ہیں سر و تن کے خاک پر

www.emarsiya.com

دیکھا شقی نے جانبِ حضار اٹھا کے سر   ازرق نے تب کہا یہ تکبر بڑھا کے سر
کردے گا اک پسر مرا یہ جنگ جا کے سر   دیتا ہوں ندر ابھی تجھے نوشہ کا لا کے سر
واقف ہیں میری طرح صفِ کارزار سے
یہ چار سر فروش لڑیں دس ہزار سے

پھر یوں بڑے پسر سے کہا دیکھتا ہے کیا   صف سے نکل نبرد کو جا دیکھتا ہے کیا
بڑھ کر کمالِ حرب دکھا دیکھتا ہے کیا   سر نورِ چشم شاہ کا لا دیکھتا ہے کیا
تو ہم نبردِ رستم و سہراب و سام ہے
شبیرؑ کے اس نشاں کو مٹا دے تو نام ہے

یہ سن کے جھومتا ہوا وہ بے ہنر چلا   مستِ شرابِ کفر جو تھا بے خبر چلا
چلائے اہلِ نار کہ سوئے سقر چلا   خود رفتہ اپنے پاؤں سے دینے کو سر چلا
کیا اس کی اصل قاسمؑ ذیشاں کے سامنے
جاتا ہے کلب شیرِ نیستاں کے سامنے

آیا قریب تر جو وہ دشتِ قتال کے   برچھا اٹھایا رخش کو کاوے پہ ڈال کے
ایناں بتائیں وسنے جو بھالا سنبھال کے   تیور ادھر بدل گئے شبرؑ کے لال کے
نعرہ کیا کہ شیر کو زک دینے والے ہیں
او نیزہ باز ٹھہر یہ سب دیکھے بھالے ہیں

جھپٹا شریر نیزۂ خطی کو تان کر   ٹھکرا کے راہوار کو قاسمؑ بڑھے ادھر
گھوڑوں کی جست و خیز سے تھرائے دشت و در   نیزے لڑے سنانوں سے اڑنے لگے شرر
ٹاپوں سے خاک اڑتی تھی دشتِ نبرد میں
دو بجلیاں چمکنے لگیں ابرِ گرد میں

www.emarsiya.com

وہ توسنوں کی جست سنانوں کی وہ چمک جیسے ہوائے تند سے شعلوں میں ہو لپک
بل کھا کے اُس نے نیزے کو تانا جو بے دھڑک دہنی طرف جھجک کے ہٹا ازرق یک بیک
ظالم کا وار اپنے ہی گھوڑے پہ چل گیا
گردن فرس کی چھید کے بھالا نکل گیا

کھینچا شقی نے زور سے دکھا کے تکاں جھٹکا اُٹھا کے زیں سے گرا پیلتن جواں
کاوا دیا سمند کو غازی نے جھک کے ہاں کھنچتا ہوا زمیں پہ گیا پیکر گراں
مجروح پسلیاں ہوئیں شانے اکھڑ گئے
سب تن کے جوڑ بند کشاکش میں پڑ گئے

صف سے بڑھا برادر ثانی بکبر و فر اس قصد سے کہ اسکو چھڑا لیجئے دوڑ کر
قاسمؑ نے دی صدا کہ جفا جو وہیں ٹھہر آہو کو پا کے چھوڑ بھی دیتے ہیں شیر نر
رکھ دل سے دور دھیان جدال و قتال کا
کھائی ہے تو بھی او سگ زرد اس شغال کا

فرما کے یہ شکار نشستین پہ کی نظر گردن شقی کی کاٹ کے پھینکی زمین پر
آئے جو سوئے عبد دوم تیغ تول کر اک ضرب میں دو نیم ہوا سر سے تا کمر
گر کر سمِ فرس سے تن بے حیا ملا
آخر ہوا، برادر اول سے جا ملا

باقی رہے جو چار میں ازرق کے دلبر ہاتھوں کو مل کے ان سے یہ بولا وہ خیرہ سر
دو داغ دے گئے مجھے دو پارۂ جگر لو ان کا انتقام کسو جنگ پر کمر
تنہا گئے تھے وہ جو بر آئے نہ شیر سے
تم دونوں ساتھ جا کے لڑو اس دلیر سے

www.emarsiya.com

یہ سُن کے بہرِ جنگ وہ دونوں لعیں بڑھے
دو دیو سوئے جانِ سلیمانِ دیں بڑھے
دو نخلِ بدعت و حسد و بغض و کیں بڑھے
دو ابرِ تیرہ جانبِ مہرِ مبیں بڑھے
گھوڑے نکالے دونوں نے لشکر کی آڑ سے
دو اژدرِ دہاں ہوئے پیدا پہاڑ سے

تھی یاد اُنھیں جو ازرقِ شامی کی گفتگو
تلے پہ ایک تیر کے ٹھہرے وہ کینہ جو
طاقت یہ تھی کہاں کہ کریں بات روبرو
گھاتیں دغا کی سوچ رہے تھے وہ حیلہ جو
اس کا بڑھانا ہاتھ نہ اوس کا قدم بڑھا
خود دیکھکر شکار کو شیرِ عجم بڑھا

ہوش اڑ گئے شریروں پہ طاری ہوا ہراس
چھایا دلوں پہ رعب ہوئی زندگی سے یاس
اس نے نظر کی سوئے چپ اور اُس نے سوئے راس
ایک ایک مونہ کو تکنے لگا ہو کے بے حواس
رودا [illegible] پہ جنگ سے رخ اون کے پھر گئے
دونوں سوار سب کی نگاہوں سے گر گئے

جھپٹا جو [illegible] سد تو دبکنے لگے لعیں
بہرِ مددِ سپاہ کو تکنے لگے لعیں
چمکی جو برقِ تیغ جھجکنے لگے لعیں
ڈھالیں سروں پہ رکھ کے سرکنے لگے لعیں
ان کا جو ہاتھ اودہر کو ادہر آ کے مڑ گیا
اس کی کلائی کٹ گئی اُس کا سر اوڑ گیا

سر اوڑتے ہی گرا جو زمیں پر وہ خیرہ سر
دست بریدہ تھام کے بھاگا یہ بے ہنر
بچکر نکل چلا تھا کہ گھوڑے کو پھیر کر
مارا غضب کا ہاتھ دلاور نے بے خطر
ترچھی وہ تیغ جانبِ صدر و بغل گئی
لیتی ہوئی جگر کو کمر سے نکل گئی

www.emarsiya.com

یہ سن کے بہرِ جنگ وہ دونوں لعیں بڑھے دو دیو سوئے جانِ سلیمانِ دیں بڑھے
دو شکلِ بدعت و حسد و بغض و کیں بڑھے دو ابرِ تیرہ جانبِ مہرِ مبیں بڑھے
گھوڑے نکالے دونوں نے لشکر کی آڑ سے
دو اژدر دہاں ہوئے پیدا پہاڑ سے

تھی یاد اُنھیں جو ازرقِ شامی کی گفتگو تلّے پہ ایک تیر کے ٹھہرے وہ کینہ جو
طاقت یہ تھی کہاں کہ کریں بات روبرو گھاتیں دغا کی سوچ رہے تھے وہ حیلہ جو
اس کا بڑھا نہ ہاتھ نہ اوس کا قدم بڑھا
خود دیکھکر شکار کو شیرِ عجم بڑھا

ہوش اڑ گئے شریروں پہ طاری ہوا ہراس چھایا دلوں پہ رعب ہوئی زندگی سے یاس
اس نے نظر کی سوئے چپ اور اُس نے سوئے راس ایک ایک منہ کو تکنے لگا ہو کے بے حواس
رودا تھے پہ جنگ سے رخ اون کے پھر گئے
دونوں سوار سب کی نگاہوں سے گر گئے

جھپٹا جو [illegible]سد تو دبکنے لگے لعیں بہرِ مدد سپاہ کو تکنے لگے لعیں
چمکی جو برق تیغ جھجکنے لگے لعیں ڈھالیں سروں پہ رکھ کے سرکنے لگے لعیں
ان کا جو ہاتھ اودہر کو ادہر آ کے مڑ گیا
اس کی کلائی کٹ گئی اُس کا سر اوڑ گیا

سر اوڑتے ہی گرا جو زمیں پر وہ خیرہ سر دستِ بریدہ تھام کے بھاگا یہ بے ہنر
بچکر نکل چلا تھا کہ گھوڑے کو پھیر کر مارا غضب کا ہاتھ دلاور نے بے خطر
ترچھی وہ تیغ جانبِ صدر و بغل گئی
لیتی ہوئی جگر کو کمر سے نکل گئی

www.emarsiya.com

چار دن میں ایک ایک جو بے رنگ ہو گیا ازرق خود اپنی زیست سے دل تنگ ہو گیا
غصے سے سرخ روئے سیہ رنگ ہو گیا ہتھیار سج کے مستعد جنگ ہو گیا
پوچھا رئیس سے نہ کسی خیر خواہ سے
تیغ کو تولتا ہوا نکلا سپاہ سے

اس طنطنے سے رن میں جو آیا وہ خیرہ سر گردن اٹھا کے غور سے دیکھا ادھر اُدھر
بل کھا کے دی صدا کہ ہے وہ کون پُر جگر جس نے کیے ہیں قتل مرے چار شیر نر
مجھ سے لڑے اگر ہے مہارت جدال میں
کہہ دو کہ ازرق آیا ہے دشت قتال میں

لڑکوں سے جنگ ہے مرے شر بن گیے ہیں چار پر بے عوض لیے مرے دل کو نہیں قرار
اس نے بجھا دیے ہیں مرے وہ چراغ چار آنکھوں میں جن کے غم سے ہے دنیا سیاہ و تار
میں آزمودہ کار ہوں اور نوجواں ہے وہ
دیکھے ہنر کمال دکھائے کہاں ہے وہ

قاسمؑ نے دی صدا ادھر آ وہ جواں ہیں ہم چاروں ہیں جس کے صید وہ شیر ژیاں ہیں ہم
نور نگاہ سبط رسولؐ زماں ہیں ہم کو راہ ڈھونڈھتا ہے کدھر تو یہاں ہیں ہم
اعمیٰ یہ دیکھنے کا فقط زرق برق ہے
روشن ہوا کہ تیری بصارت میں فرق ہے

لے دیکھ لے اگر تجھے چاروں کی ہے تلاش اول وہی ہے جسم ہے سب جس کا پاش پاش
سر تا قدم دو نیم ہے ثانی بد معاش ثالث کے سر سے چار قدم پر پڑی ہے لاش
رابع کو دیکھ حسرت و اندوہ و غم کے ساتھ
سینہ ہے سر کے ساتھ کمر ہے قدم کے ساتھ

www.emarsiya.com

یہ سن کے اور طیش بڑھا نابکار کو
بھالا اٹھا کے تیز کیا راہوار کو
انیاں بتا بتا کے بڑھا کارزار کو
بولا کہ اے یتیم حسنؑ روک وار کو
ٹھانا تھا اُس نے بدلا آپ کے تیور بدل گئے
قاسمؑ بھی یاں سنبھال کے بھالا سنبھل گئے

اے تیزیٔ قلم مجھے سرتیزیاں دکھا
دشمن پہ طعن چلتی ہے کارِ سناں دکھا
شانِ جہاد جانِ امامِ زماں دکھا
تقریرِ آبدار کو آتش فشاں دکھا
اندازِ جنگِ دلبرِ مشکل کشا کھلے
ہر بند میں مرقعِ دشتِ وغا کھلے

بندش کو دیکھ کر دلِ اہلِ نظر کھلیں
حاسد کے لب ثنا میں کھلیں وہ اگر کھلیں
رد و بدل میں عقدۂ فتح و ظفر کھلیں
چوٹیں جو ہیں تھمی ہوئی وہ یکدگر کھلیں
سمجھیں وہ لوگ جو جنگ کو ماہر جو فن کے ہیں
غل ہو کہ جوڑ توڑ یہ خیبر شکن کے ہیں

رد و بدل جو ہے دمِ پیکار ادھر ادھر
ہیں دو کلیں کہ پھرتی ہیں ہر بار ادھر ادھر
کرتے ہیں گشت جھوم کے رہوار ادھر ادھر
انیاں ہیں مثلِ برق شرربار ادھر ادھر
آیا ہٹ کے وہ تو بڑھا یہ بناؤ سے
کم تھی ہوا کی آمد و رفت آؤ جاؤ سے

بل کھا کے ڈانڈ اٹھاتا ہے جب دم وہ نیزہ باز
ہلتی ہے اس طرف سے زبانِ سناں دراز
تازہ چلن دکھاتے ہیں تازی ترک تاز
بڑھتا ہے یہ اسد تو سرکتا ہے وہ گداز
محوِ رسالۂ یدِ طولا ہوا ہے وہ
بھالے کے ہاتھ جنگ میں بھولا ہوا ہے وہ

www.emarsiya.com

اُس نے لیا عمود، تبر زین یہاں اٹھا — بیٹھا تبر تو کاٹ کے گرزِ گراں اٹھا
واں اس کے ہاتھ میں سرِ شاخِ کماں اٹھا — یاں دستِ تیغ دبرِ شاہِ جہاں اٹھا
ضربیں پڑیں تو کٹ گیا وہ خود پرست بھی
سو ٹکڑے تھا شمار میں چلہ بھی شست بھی

قاسم پکارے نکل کے شمشیرِ تیز دم — دیکھا ہماری ضرب کو او باقیِ ستم
کٹ کر گرا عمود، کماں ہو گئی قلم — تلوار لے نیام سے باقی اگر ہے دم
ہشیار ہو یہ تیغِ شرر بار چلتی ہے
دیکھوں تو کس طرح تری تلوار چلتی ہے

اے سیفِ خامہ تیزیِ تیغ و دودم دکھا — جوہر شناس جمع ہیں طرزِ رقم دکھا
ہاں گردنِ غرورِ معاند کو خم دکھا — فرقِ عدو پہ تیغِ دو دستی علم دکھا
کوشش ہر اک طرف سے ہے تیغ آزمائی میں
اے زورِ فکر جان لڑا دے لڑائی میں

لو اب جلالِ قاسمِ ذیجاہ دیکھ لو — ہر سرخ غیظ سے رخِ نوشاہ دیکھ لو
دم بھر میں زیرِ تیغ ہے بدخواہ دیکھ لو — تصویرِ حرب و ضربِ ید اللہ دیکھ لو
ہے اس جری کا ہاتھ خدا کے ولی کا ہاتھ
دیکھو بڑھا ہے جانبِ مرحب علیؑ کا ہاتھ

ازرق کی جنگ دیکھتے ہیں پہلوانِ دہر — بڑھ بڑھ کے دل بڑھاتا ہے خود سعد کا پسر
اس سمت بیقرار ہیں سلطانِ بحر و بر — دیتے ہیں داد حضرت عباسؑ نامور
رد کرتے ہیں یہ وار جو اُس روسیاہ کا
اٹھتا ہے جانبین سے غل واہ واہ کا

ضربت کو اس کی رد کئے ہیں جب یہ ڈھال پر　　عباسؑ وجد کرتے ہیں طرزِ جدال پر
دیتے ہیں یہ صدا کہ نثار اس کمال پر　　ہاں اب ادھر سے وار چلے بدخصال پر
آئے جو ابکی بار تو جانے نہ دیجیو!
دہنی طرف حریف کو آنے نہ دیجیو!

عاجز جو ہے تو ہونٹ چباتا ہے یہ شقی　　زیرِ حسامِ قہرِ رب آتا ہے یہ شقی
دیکھو فرس کو اوب کے دباتا ہے یہ شقی　　ہاں ہوشیار زد پہ اب آتا ہے یہ شقی
تلوار اٹھا کے نام شہِ ذوالفقار لو
دم اس کا چڑھ چکا ہے بس اب سر اتار لو

قاسمؑ نے عرض کی کہ بہت خوب عمو جاں　　ارشاد جو ہوا ہے مجھے بھی بہت ہے دھیان
رن جیتے ہم کہ ہار چکا زورِ پہلوان　　بس ہو چکا حریف کی قوت کا امتحان
ظاہر میں یہ قوی ہے مگر دل ضعیف ہے
بیہم جو خفیف ہو میں کیا خفیف ہے

پہلے کیا حبش کے ستمگر نے اپنا وار　　رد کا جری نے اور یہ صدا دی کہ ہوشیار
جھپکا تھا وہ کہ سن سے چلی تیغ آبدار　　دہنے سے ترچھی جانبِ چپ نکلی ایکبار
شانہ مثالِ شاخِ شجر کٹ کے رہ گیا
تن صدرِ زیں سے تا بہ کمر کٹ کے رہ گیا

بولے ادھر سے بڑھ کے علمدار شاہ واہ　　اے میرے شیر اے مرے نورِ نگاہ واہ
دکھلا دی تم نے قوتِ شیرِ الٰہ واہ　　کہتے ہیں اس کو زور یہ ہے ضرب واہ واہ
کی تھی وغا خدا کے ولی نے اسی طرح
مرحب کو دو کیا تھا علی نے اسی طرح

www.emarsiya.com

خم ہو گئے سلام کو قاسمؑ بصد سرور کی عرض ہے یہ سب اثر صحبتِ حضور
یہ کہہ کے پھر چلا طرف فوج وہ غیور حملہ کیا تو ہونے لگے سر تنوں سے دور
جس پر اُٹھائی تیغ جدا اوس کا سر کیا
جس صف پہ جم گئے اوسے زیر و زبر کیا

مارے جری نے چُن کے بہادر بڑے بڑے وہ مورچہ اولٹ دیا جس سمت پھر پڑے
پروا نہ کی جو تیر ستم جسم میں گڑے فاقوں میں زخم کھا کے مثالِ اسد لڑے
نکلے جو اس پرے سے تو اس صف پہ پھر گئے
مجروح ہو کے فوج کے نرغے میں گھر گئے

لگتے ہیں تن پہ تیر کبھی اور سناں کبھی تیغیں کبھی کمر پہ لگیں برچھیاں کبھی
ہونٹوں پہ پھیر لیتے ہیں سوکھی زباں کبھی ہرنے پہ گاہ جھک گئے روکی عناں کبھی
زخمی تمام دوش و دیدہ و صدر و فرق تھا
خون میں جری کا خلعتِ شاہانہ غرق تھا

اکثر کتب میں ہے جو بن مسلم سے یہ بیاں میں بھی اوسی سپاہ میں موجود تھا وہاں
استادہ تھا قریب مرے اور اک جواں تھا ابنِ سعد سے بھی فزوں تر وہ بدگماں
اوس نے کہا بتا کے یہ شبر کے لال کو
میں جا کے قتل کرتا ہوں اس خستہ حال کو

میں نے کہا یہ اس سے کہ ظالم خدا سے ڈر مر جائے گا یہ آپ کہ زخمی ہے سر بسر
واللہ مجھکو تیغ لگائے کبھی یہ اگر میرا اٹھے نہ ہاتھ کبھی اس غریب پر
کیا فائدہ ستانے سے اس خردسال کے
کافی ہیں وہ جو گرد ہیں اس نونہال کے

www.emarsiya.com

سمجھانے پر بھی باز نہ آیا وہ بدشعار تیغہ اوٹھا کے تیز کیا اس نے زور سے وار
جا کر عقب سے فرق جری پر گیا جو وار بس فرق پاک، تا بہ جبیں ہو گیا فگار
سنبھلے نہ تھے کہ وار لعینوں کے پھر پڑے
سر تھام کر زمیں پہ گھوڑے سے گر پڑے

گر کر صدا یہ دی کہ چچا جان آئیے آقا غلام ہو گیا قربان آئیے
دم تن میں ایکدم کا ہے مہمان آئیے یا شاہ دیں مدد کو اب اس آن آئیے
یہ حلق خشک خنجر دشمن سے کٹ نہ جائے
قاتل قریب ہے کہیں سر تن سے کٹ نہ جائے

آئے صدا یہ سن کے بسرعت شہ حجاز جیسے جھپٹ کے صید پہ آتا ہے شاہباز
دیکھا طپاں ہے خاک پہ نوشاہ سرفراز اور بہر قتل دست ستمگار ہے دراز
تلوار اٹھائے ہاتھ میں وہ روسیاہ ہے
قاتل کی سوئے گردن قاسم نگاہ ہے

تلوار دوڑ کر جو لگائی امام نے سر فرق تک اس کے ہاتھ کو کاٹا حسام نے!
بھاگا کا شقی تو آگئے اسوار سامنے پسپا کیا انہیں بھی شہ نیک نام نے
زخمی پہ جانکنی میں یہ صدمے گزر گئے
یکبار سب سوار ادھر سے اُدھر گئے

دیکھا امامؑ نے عجب اس گلبدن کا حال ہونٹوں پہ جان، ٹاپوں سے سب جسم پائمال
سینے پہ ہاتھ رخت بدن سب لہو سے لال سر چاک خوں میں غرق جبیں ہو قرشال
زخموں کے درد سے تھا تعب جسم پاک پہ
رہ رہ کے دونوں پاؤں رگڑتے تھے خاک پہ

www.emarsiya.com

صد پارہ تھا جو پیکرِ نوشاہِ سیمبر — لاشہ اٹھایا شہ نے ردا میں لپیٹ کر
وہ شکل تھی کہ ہوتے تھے شق دیکھ کر جگر — لپٹائے تھے گلے سے اسے شاہ بحر و بر
سینہ تھا صدرِ پاک پہ سر دوش پاک پر
اور پاؤں کھنچتے آتے تھے مقتل کی خاک پر

فضہ کو دور سے جو نظر آگیا یہ حال — رو کر یہ بی بیوں کو پکاری بصد ملال
قاسمؑ بنے کو لاتا ہے خیر النسا کا لال — ہیں ساتھ ساتھ اکبرؑ و عباسؑ خوش خصال
اے پردے والو جلد سرک جاؤ راہ سے
قاسمؑ کی لاش لاتے ہیں شہ قتل گاہ سے

محشر بپا تھا گھر میں کہ باہر سے آئی لاش — مسند پہ لا کے قبلۂ دیں نے لٹائی لاش
پُرخوں جو اپنے لال کی مادر نے پائی لاش — رخ کی بلائیں لے کے گلے سے لگائی لاش
چلائی سر کو رکھ کے تنِ پاش پاش پر
قاسمؑ بنے نثار یہ ماں تیری لاش پر

اے میرے لال کیسی یہ صورت بنا کے آئے — دولہا بنے گئے تھے لہو میں نہا کے آئے
جیتے نہ آئے جان مری جاں گنوا کے آئے — اے لال رانڈ ماں کی کمائی لٹا کے آئے
چادر میں لپٹے جنگ کے میدان سے پھرے
اماں فدا پھرے تو عجب شان سے پھرے